
رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳
REGISTERED NO. A.783
WISE MAN IS NOT TO BE DICTATED TO BUT HE IS TO DICTATE
OUDH PUNCH
LUCKNOW
1927
WEEKLY
۱۹۲۷ء
अवध पंच
लखनऊ
جلد ۱۲
دوازدہم
जिल्द
नः १२
ممتاز المطابع وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ میں چھپ کر باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین مالک و ایڈیٹر شائع ہوا
M. B. KHAN
ARTIST
DOSHWEN LUCKNOW
قیمت فی پرچہ

مفید نہو تو قیمت واپس

محبوب لقمانی

بہار عمر جاتی ہے خزاں آتی ہے اے ... جوانی رونقی جاتی ہے ...

[illegible]

روغن لقمانی

[illegible]

طلائے عجیب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

طلسمی گولیاں

[illegible]

منگانے کا پتہ

دواخانہ عظمت العلاج لکھنؤ

فائدہ نہو تو قیمت واپس

[illegible]

روغن لذیذ

[illegible]

محبوب سبک

[illegible]

نوٹ

[illegible]

عین الشفا امین آباد (?) لکھنؤ

رعایتی اعلان

[illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

(رجسٹرڈ) سفوف مراد

نامردی۔ جریان، سرعت ورقت کا بہترین علاج

[illegible]

طلائے ... (رجسٹرڈ)

[illegible]

طلسمی سگریٹ مشین

[illegible]

طلسمی سگریٹ کیس

[illegible]

نوایجاد دریا سلائی کیس

[illegible]

نوایجاد ناخن تراش

[illegible]

جرمنی کے پختہ شکاری چاقو

[illegible]

نوایجاد انگلش سیفٹی ریزر

[illegible]

جلد ۱۲ نمبر ۲۷

مضامین غیر

(۲۲ جولائی [illegible])

بے اصل مشہورات

ترتیب خود غلط یو نہیں کر دیتے ہیں بے پرکی

نمبر ۳

لوگ کہتے ہیں کہ حرام کی دولت چلتی نہیں حالانکہ پھرتی بھی ہے چلتی بھی ہے۔ کھیان بھی کھلتی ہیں۔ شادیں بھی کھلتی ہیں۔ جڑ بھی مضبوط ہوتی ہے۔ نسل بھی بڑھتی ہے۔ حلال کی کمائی تو وہی ہے جسمیں گاڑھا پسینا اور دل کا خون صرف ہوتا ہے ڈھیلا ڈھوتے ڈھوتے چھاتی پھٹتی ہے چند بار دکھتی ہے۔ گردن ٹوٹتی ہے۔ پاؤں گھستے ہیں۔ ایڑیاں رگڑ کھاتی ہیں کمر جھکتی ہے۔ شانہ سوجتا ہے۔ دماغ دکھتا ہے۔

اس قسم میں بیچارے مزدور۔ حلال خور۔ بڑھئی۔ کمہار۔ سکہ ساز لوہار اور دیگر پیشہ ور ہیں۔

مہتو سے کا ساک کن ساگون میں ؟ ان کا نام موجودات کی فہرست میں داخل نہیں اسلیے انھیں چھوڑ دو۔ اور اس گروہ کو دیکھو جو انھیں پیشہ وروں اور اہل حلال کی محنت سے کرسیوں پر بیٹھ کے مسہریوں پر لیٹا پائینگے۔ الکٹرک فین کی ہواؤں میں خراٹے لے لے کے مرچھوں پر تاؤ دیتے ہیں۔ مگر ان کے واسطے یہ بہانہ موجود ہے کہ صاحب ہم اپنے دام خرچتے ہیں ہمیں کسی کا کیا اجارہ ہے۔ سو دفعہ غرض ہو تو کام کریں ورنہ اپنے گھر خوش رہیں ہم کوئی جبر و ظلم سے کام لیتے ہیں ؟ ہر چند کہ یہ سب کہنے کی باتیں ہیں اگر عوام میں ہمت ہو تو ساری شیخی کرکری ہو جائے جب ہڑتال ہو جاتی ہے تو ہڑتال کرنا سے دکھائی دیتے ہیں جو مہینوں کارخانے بند رہیں تو دشمنوں کی جان ہی پر بن جائے۔ بہرحال ایک موہوم سا بہانہ موجود ہے تو انسے ہمیں تعرض کی ضرورت نہیں۔ ان لوگوں سے تعلق رکھو جن پر یہ دُنیا کا مجازی قاضی الحاجات خود ہی مہربان ہو کے پٹ پڑا۔ مثلاً خوبی قسمت سے حضرت والد مرحوم چل بسے اونکی دولت ہاتھ لگی۔ ساس کو زہر دیا دو تکا مال اُڑا لیا۔ بیگم صاحب نے معتمد سمجھ کے امانت رکھوائی۔ دبا بیٹھے۔ نواب صاحب نے دفعۃً بیعت کیا تحویل داروں کے بڑے ہاتھ لگی ہزار روپیہ کی چیز دو سو دے کے گروی رکھی سود در سود اور بٹہ کے دو ہزار کا گھاٹا ہو گیا۔ نالش فریاد کے مصارف مزید برآن۔ آٹھ سو کا نفع اصل قیمت میں ہوا دو سو پڑھ کے بارہ سو جو ہیئے وہ دوسری جائداد پر چڑھے چوبیس سو کی جائداد ان بارہ سو کے پیٹے میں آ گئے ہتھے لگی۔ پھر بھی ۱۰۰ کی حرص کہتی ہے نیچا گھاٹا ہوا سُسرا ویسا سو ٹھیا مال (معاملہ) بھیا رہوا کر کیا کیجیے ؟

ایک خوشند بیگم کا چاند زیور پانسو کا قیمتی بیچا جاتی ہے دلال لیا کرتے ہیں سو روپیہ قیمت آنکتے ہیں اور پانسو کو بیچ کے ۹۵ روپیہ دلالی کا حق کاٹ کے بیگم کے ہاتھ دھرتے ہیں۔

یاران مہاجنوں کی اولاد بھی موجود ہے ان قانون کی نسل بھی خدا رکھے مزے کرتی ہے۔ کیا اسی کا نام ہے ؟ "حرام کی دولت چلتی نہیں" ؟

دولت کے اکتساب میں حلال کی صورتیں جب نکالی جاتی ہیں تو وہی "قوت لا یموت" ہاتھ لگتا ہے۔ کھاؤ اور خدا کا شکر کرو۔ "اللھم اغننی بحلالک عن حرامک" یہاں یہ سوال نہیں پیدا ہوتا کہ اس حلال میں برکت ہے یا نہیں ؟۔ اسلیے کہ بحث تو مال حرام سے ہے۔

بطور حرام پیدا کرنے کی خواہش بھی لوگوں میں موجود ہے خوہ کامیاب ہوں یا نہ ہوں۔ مثلاً سونا چاندی بنانے کی ہوس۔ مخفی خزانہ ڈھونڈھ نکالنے کی آرزو۔ عمل دست غیب کے حصول کی تمنا۔ موکلوں کی تسخیر۔ مومنی کا جنتر۔ حُب کا ورد۔

پھر اس خواہش میں ہر جائز و ناجائز ذریعہ کا اختیار کرنا اور خدا سے نہ ڈرنا۔ زبردستی پیر بن جانا۔ مذہبی پیشوا کا روپ بھرنا۔ ریاکاری سے سادہ لوحوں پر رعب بٹھانا۔ ڈھونڈھو گے تو ہزاروں ایسے آدمی مل جائینگے اور انمیں بمشکل یعنی شاید دو فیصدی کامیاب نظر آئینگے ورنہ سب کے سب مزے کرتے ہیں۔ انکی صدہا پشتیں گزر گئی ہیں علاقے ہیں جاگیریں ہیں اوقاف ہیں۔ انکے انسانی کمالات کا امتحان لینے والا کوئی نہیں۔ امتحان کے بعد ممتحن کا تجربہ فیل ہو تا ہے اور خوش اعتقادی یا حسن ظن کا صاد انھیں کے نام عمل پر رہتا ہے۔ اچھا امتحان ہے جسمیں ممتحن فیل اور امتحان دینے والا کامیاب۔ اسے مسل دو جل۔ کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے ؟ کہ "حرام کی دولت چلتی نہیں" ؟

درحقیقت یہ جملہ بیچارے اہل حلال نے اپنے دل کی تسلی کے لیے گڑھ لیا ہے اور کبھی کبھار کسی حرام خور کو اسی دُنیا میں حرام خوری کی سزا مل جاتی ہے تو عبرت کے لیے کہہ دیتے ہیں "حرام کی دولت چلتی نہیں" ؟

کہتے ہیں جو پولیس کی نوکری کی اس واسطے خواہش رکھتے ہیں کہ مظلوم کی دادرسی میں خون پانی ایک کرینگے ؟ غالب تعداد کی نیت کا حال کسی پر مخفی نہیں۔ سپاہی کی تنخواہ دیکھیے اور اسمیں بقول بو نصیبین کے "گُو رکھ پھول پھیرنے" کو دیکھیے۔ وہ برکت ہوتی ہے کہ تین سو کی زری نوکری ہے دس پانچ روپیہ شراب کباب میں روزانہ صرف ہوتے ہیں۔ زمینداریاں مول لیجاتی ہیں دھوم دھڑکے سے شادیاں رچائی جاتی ہیں۔ اب اور حرام کی دولت کیونکر چلتی ہے ؟۔

"تاجر کا دوسرا کری کا ترجمہ مشہور ہے کہ گو دام بہتا ہے" اسکے معنی یہ ہیں کہ ایک تاجر اپنے دوسرے بھائیوں کا حصہ ہڑپ کر لیتا ہے اور خوب مزے اوڑاتا ہے۔ دوسرے مصاحب جائداد اور کتواب پیتے ہیں۔ سگا بھائی بلکہ دیگر ذوی الفروض و ذوی الارحام ددھیالی ننھیالی رشتہ دار چیتھڑوں میں باندھ باندھ محل میں ودری کا پیوند لگائے بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ رنڈیوں کے نخرے پر تمام ریاست قربان ہو جاتی ہے۔ اسباب آسائش و آرائش کے لیے مہاجنوں کے نام دستاویزیں لکھی جاتی ہیں۔ وزیا جھوٹی مشہوری کے واسطے ہزاروں روپیہ پانی کی طرح بہائے جاتے ہیں لیکن کسی عزیز کا نام آیا اور تنگ منانہ کی بیاری۔ [illegible] جیسں بول نے نا قدر تنگ کیا کسی طرح گذارہ نہیں پیٹتا۔ اور عداوت پیدا ہو گیا۔ بھر کر پیٹ پر مساس۔ خاک [illegible]

[illegible] نائب صاحب ۔ ان کو بھی [illegible] نہیں ہوگا آجکل
غیر معمولی مصارف کی وجہ سے ریاست زیر بار ہو گئی ہے
بیس ہزار روپیہ میڈیکل کالج میں چندہ دینا ہے ایک لاکھ
روپیہ [illegible] جان کی مسجد میں [illegible] کر کے اوڑ [illegible]
[illegible] آپ کے سالانہ [illegible] گئے ہیں سو روپیہ لگ
گئے ۔ اپنے مصارف میں ذرا سی تخفیف کریں ۔ میں نے سنا ہے کہ
اون کا [illegible] بیس روپیہ ماہوار مقرر تھا میں [illegible] ہے
اب اونھیں اس قلیل گذارے کی پروا نہ ہونی چاہیے ۔
اور چھوٹے بچیا سے بھی کہہ دو کہ بھائی ذرا سنبھلے رہو یہ
باتیں اچھی نہیں [illegible] باغ میں [illegible] گئے ہیں
گئے ۔ کہیں قبضہ کرنے کا ارادہ تو نہیں ہے ۔ بھئی میں
ایسی باتوں کا روادار نہیں ۔ [illegible] باغ ریاست کا ہے اور
ظاہر ہے کہ ریاست میں انکا کوئی حق نہیں معلوم ہوتا
ہے کہ نیت بد ہے ۔ تو یہ تجویز ہے چندہ اپنی جائداد پر
اونھیں قبضہ کرنے کا موقع نہ دینگا ۔ اور ہاں خوب
یاد آیا [illegible] صاحب بھی سمجھتے ہیں کہ اونھیں اپنی زوجہ
کی طرف سے مال ریاست پر تصرف کا حق ہے ۔ پرسوں
اونھوں نے [illegible] کے لیے توڑوا لیں ہیں ۔ اونکے
کان کھول دو کہ زیادہ جرأت ٹھیک نہیں ۔ ہمارے
یہاں لڑکیوں کو حصہ نہیں ملتا ۔ اسکی شکایت اونھیں
خدا سے ہونی چاہیے ۔ [illegible]
باپ کا مال سمجھکے [illegible] ہر وقت [illegible] کرتے ہیں ۔
اونکو [illegible] کی واجب العرض دیکھیں یہاں
قرآن [illegible] کا قانون کوئی چیز نہیں ہے ۔ [illegible]
میاں کا [illegible] ہیں کہ جو کچھ [illegible] کو دلوائیں
ہم دے دیں گے

اوصاف ان [illegible] کے ۔ دن عید ہے رات
شب برات [illegible] درست نظر آتی ہے کہ حرام کی
دولت پھلتی نہیں [illegible] یہی مقولہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ
حق دار [illegible] برس حق دار کی بچے پیدا
ہوے [illegible] نہ کسی برکت نہ اب
برکت کی امید ہے ۔ ان [illegible] کے طوفان آپ [illegible]
ایک [illegible] طوفان ضرور آیا تھا جس میں [illegible]
[illegible] ہو سکتا ہے [illegible]
[illegible]

کے واسطے کبھی [illegible] ہے تھی تو برسین ہزاروں
میں ایک کو حرام کی دولت اگر [illegible] ہوئی تو ہو ۔ اگر
[illegible] بڑی دوربین [illegible] کی جو سزا [illegible] کام
[illegible] ہوتے ہیں [illegible] کو مل جاتی تو دنیا سمجھتی کہ یہ مشہور
مقولہ [illegible] سے ٹھیک ہے ۔ [illegible] میں
کوئی سے تو ہاتھ فوراً بھسم ہو جاتا ہے ۔ [illegible] سے تو
[illegible] محسوس ہوتی ہے مگر [illegible] حرام [illegible] والے
[illegible] دولت کے مزے لوٹتے ہیں ۔ آپ [illegible]
آجتک دنیا میں ہزاروں بادشاہ گزرے جنھوں [illegible]
سلطنتیں بنائیں اور انکی نسل میں ہزاروں برس تک
سلطنت رہی اب آپ ایمان سے کہئے اون کے پاس کونسی
دولت آئی حلال یا حرام ؟ جھوٹ موٹ کے قوانین
بنا کے مال حاصل کر لینا اگر حلال ہے تو پھر حلال و حرام
میں فرق ہی کیا رہ گیا ۔ [illegible] بھی [illegible]
[illegible] دولت حاصل کرتی ہیں ۔ [illegible]
کا قانون کوئی [illegible] قانون ہرگز نہیں ہے ۔ اگر [illegible]
ہو کہ زندگی کا بڑھاپا بری طرح کٹتا ہے [illegible]
حرام کی دولت [illegible] نہیں تو واللہ آپ [illegible]
[illegible]
کی دولت کی [illegible] ہے جوانی ۔ جب تک جوانی میں [illegible]
نہیں ہوتی دولت آتی بھی ہے [illegible] بھی ہے جوانی [illegible]
[illegible] اور جوانی ہی حرام [illegible] حرام [illegible]
[illegible] تو دولت [illegible] ہے تو آپ ہمارے قول کی
تائید کرتے ہیں ۔ دولت [illegible] نے الزام
[illegible] حرام [illegible] اگر کوئی [illegible] مال [illegible] نہیں ہے
تو مال حرام [illegible] نہیں [illegible]
[illegible] ہیں ۔ اور [illegible] ایک [illegible]
[illegible] برکت دولت حرام کی [illegible]
[illegible]
[illegible] صاحب [illegible]
[illegible] ایک [illegible]
[illegible] قریب [illegible]
[illegible] شیطان [illegible]
[illegible] ایک [illegible]
[illegible] صاحب موجود ۔

[illegible] صاحب [illegible]
اسی مال حرام [illegible]
[illegible] دیجاتی ہیں ۔ [illegible]
صاحب ہی کو لیجیے ۔ حلال کی تنخواہ میں جب تک حرام
کا [illegible] اوس وقت تک برکت نہوئی اب بفضل خدا
لندن میں زندہ [illegible] ہیں اور جہاں ہندوستان کا
ذکر [illegible] نمک نے اثر دکھایا ۔ ہر قدم میں حلال و
حرام [illegible] فرق [illegible] آپکے [illegible]
[illegible] اس [illegible] وقت تک
جو مال [illegible] شاید آپ یہ کہیں [illegible]
[illegible] حرام خوری [illegible] خیال
باطل ہے ۔ [illegible] آدمی ہے [illegible] مقدمہ [illegible]
[illegible] معاملہ [illegible] کی گواہی میں [illegible]
کی [illegible] باقی آئندہ

راقم [illegible]

ضرورت ہے

تالیف و تصنیف کے کام کے لیے ایک ادیب کی ہندوستانی
اکیڈمی کو ضرورت ہے جن حضرات نے اردو میں تالیف
و تصنیف یا ترجمے کا کام کیا ہو اون سے التماس ہے کہ
[illegible] تصانیف [illegible]
جنٹ سکریٹری اکیڈمی کے پاس ذیل کے پتہ پر روانہ
فرمائیں جو حضرات فی الحال مقرر کیے جائینگے اونکی مستقلی
ایک سال تک کام دیکھنے کے بعد عمل میں آئیگی شاہرہ
[illegible] ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار تک حسب لیاقت
دیا جائیگا ۔

المشتہر

آنریری سکریٹری ہندوستانی اکیڈمی [illegible]
الہ آباد

مفت مفت مفت

[illegible] ۔ لطیف منیجر شباب منزل مظفر پور [illegible]
کے پتہ سے آج ہی ایک کارڈ لکھکر شباب [illegible]
مفت طلب فرمائیں ۔

"اخبار کا حوالہ ضرور دیں"

الامین

صوبۂ بہار وہ مقام ہے جہاں کبھی پہلے اُردو مقبول عام زبان بھی جاتی تھی تعصبات کی بدولت زبان اردو اور اُردو والے دونوں کے بودے پن سے نازاں زمانگے "گھر زمانہ بھاڑ میں جائے" لکھی ہوئی کرنے میں دیکھ رہیں۔ صوبۂ بہار میں "اُردو" کے متعلق آجکل وہی طوفان برپا ہے جو سراتوں کدا اس کے زمانہ میں بپا تھا۔ غنیمت ہے کہ بہار اب اس طرف متوجہ نظر آتا ہے، وہاں متعدد رسالے اور پرچے نکل رہے ہیں منجملہ ان کے محمد شفیع صاحب فردوسی چیف اڈیٹر کے اہتمام سے "الامین" نامی ایک ماہوار مجلہ خوشنما خوش ترکیب ہیئت کے ساتھ شایع ہوتا ہے۔ مضامین کی ترتیب اچھی ہے۔ دلچسپ نظم و نثر مضامین ہوتے ہیں۔ بعض مضامین فرسودہ اور بیکار بھی ہیں مثلاً "کوہ نور" کے عنوان سے ایک مضمون ہے جسمین اسی مشہور ہیرے کا تذکرہ ہے جسے تمام دُنیا جانتی ہے۔ اس نامعقول ہیرے نے ناک میں دم کر دیا ہے شاید کوئی اُردو پرچہ اسکی کہانی سے خالی ہو۔ لوگوں کا بھی کسی طرح جی نہیں بھرتا گویا جب کوئی اڈیٹر کسی مضمون نگار سے مضمون کی فرمائش کرتا ہے تو اکثر فرمائش کے ساتھ ہی جناب مضمون نگار صاحب کی جواہر نگاہی اس ہیرے کا انتخاب فرماتی ہے۔

علیٰ ہذا القیاس "دربار جہانگیر میں شعبدہ گرون بنگال کی سحر طرازی" یہہ افسانہ سیکڑوں مرتبہ چھپ چکا ہے۔ بہرحال رسالہ ترقی کر سکتا ہے بشرطیکہ قلمی معاون مہینہ بھر کی وسیع مدت میں سرگرمی بیگار رفتار میں محنت کے ساتھ مضامین تحریر فرمائیں۔ کوئی نظم یا نثر اخلاقی ملکی ادبی فائدے سے خالی نہو۔

ساڑھے تین روپیہ سالانہ قیمت ہے۔ رفاہ المسلمین جار شریف و پٹنہ کے پتے سے طلب کیجیے۔

کیف

حضرات! یہہ بھی ایک رسالہ ہے اور ہمارے پاس ریویو کیلیے آیا ہے موافق رسم زمانہ اگر کہیے تو کہہ دیں واہ واہ سبحان اللہ کیا کہنا۔ مگر اس تحسین پر لوگ قرآن کی مشہور سا آیت اسی دہی ہے جو انکے ذہن میں ہر ختم ہوتی ہے پڑھ چکے گا۔ ہرچند کہ ہمارے بعض معاصر جب کسی کی ستائش پر آمادہ ہوتے ہیں تو اس آیت کا لحاظ نہیں فرماتے لیکن ہم ڈرتے ہیں اسلیے گزارش ہے کہ ناک بھوں نہ چڑھایے۔ دل میں گالیان دینے کا اختیار ہے۔

یہہ رسالہ اجمیر شریف سے شایع ہوتا ہے۔ حجم اچھا خاصا ہے۔ ٹائٹل خوبصورت ہے جسپر درگاہ خواجہ کی تصویر ہے۔ اسکی ابتدا چند بے معنی فقروں یا با معنی رموز سے ہوتی ہے جنکا سمجھنا رازداروں تک محدود ہے مثلاً۔

"جناب یہہ فطرت کی قلم فرمانیان ایک خوگر اجتناب راحت ازل کو اسیر و محبوس کر لینے پر کمربستہ ہیں پردہ پوشی کی سعی ـــ رسوائی کی صورت میں ظہور پذیر ہو سکتی ہے اور راز مستور باب پرتم افسانہ محفل بنا چاہتا ہے بہرحال اگر منشاے یار یہی ہے تو اس سے روگردانی اور سرتابی بھی طریقۂ "رندی" نہیں ...... آج"

بھلا ان جملوں سے ناواقف خریدار کو کیا لطف ملیگا۔ وہ غریب یہی سمجھیگا کہ خدا معلوم کیوں رسوائی کا وقت قریب آ گیا۔ اب چھپا ہوا راز آشکار ہو جائیگا۔ اور شیخی کرکری ہو گی۔

پڑھنے والا "منشاے یار" کے لحاظ سے "رندی" کو "رنڈی" سمجھنے پر مجبور ہے۔ یعنی کوئی رنڈی اپنے یار کے حکم سے روگردانی نہیں کر سکتی۔

اس قسم کی گول مول عبارت سے پورا صفحہ سیاہ ہے اسکے بعد طفیل احمد صاحب عارف کی فارسی نظم ہے۔ یہہ نظم خوب ہے مگر ہم کیا۔ ہم تو اُردو کی خوبی اس رسالہ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔

صفحہ ۵ سے بعنوان "علم" ایک مضمون شروع ہوتا ہے یہہ منطق کی مشہور کتاب سلم کے بعض شروح سے ماخوذ ہے۔ جو لوگ منطق سے واقف ہیں وہ متعدد شرحوں میں یہہ مطالب دیکھ چکے ہونگے جو لوگ واقف نہیں ہیں وہ ان اجنبی اصطلاحات کو ہرگز سمجھ نہیں سکتے اسلیے کہ اصطلاحات حل نہیں کیے گئے۔ بس ہم جاہلوں کے واسطے یہہ مضمون مجذوب کی بڑ ہے۔

اکثر مقامات پر شبہ ہوتا ہے کہ حضرت مضمون نگار خود ان مطالب پر حاوی ہوں تو ہوں مگر انہیں سمجھانے کی قوت و استعداد نہیں رکھتے۔ کیا ہوا۔ اکثر شوقین مزاج قلم فرسائی کرتے ہیں۔

اسکے بعد "ماں بننے کی صلاحیت" کے عنوان سے ایک افسانہ ہے۔ اس عجیب و غریب افسانے کا خلاصہ یہہ ہے کہ منیژہ اور سہراب ایک پارسی جوڑا تھا۔ منیژہ کی خوبصورتی پر ریجھ کے میاں سہراب نے اپنی شادی اسکے ساتھ کی مگر جب ان کے یہاں ایک چھوکری پیدا ہوئی تو میاں بی بی میں جنگ شروع ہو گئی بی منیژہ صرف جنے بھر کی تھیں اس فرض سے فارغ ہونے کے بعد وہ اپنا وقت سیر سپاٹے اور ناول دیکھنے میں صرف کرنے لگیں اور ساری مامتا میاں سہراب کے پیٹ میں گھس گئی یہہ بیچارے انا اور بھائی کرتے اور دودھ پلاتے رہے یہی بنائے جنگ ہے۔ لڑکی کی اماں ہو گئیں ابا اور ابا کے ابا ہو گئے اماں۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بیچ میں ایک تیسری عورت شیرین نے اپنی ٹانگ پھنسا دی۔ آخر بی منیژہ تو گھر سے چھ مہینے کی بچی چھوڑ کے ترکے نکل بھاگیں اور بی شیرین لڑکی کی سوتیلی ماں بن کے سگی ماں کے فرائض انجام دینے لگیں۔ اس قصے میں علم النفس کے اعتبار سے جو غلطی ہے اسکے علاوہ اُردو کی بھی اچھی گت مرمت کی گئی ہے۔

اسکے بعد شیخ الاسلام حضرت خواجہ بختیار کی ناتمام سیرت ہے اور اسکا طرز قابل پسند ہے۔ پھر "فکر فردا در قعر فکر فردا" کے زیر عنوان رضیی صاحب کا نصیحت نامہ ہے جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ انسان کو عاقبت اندیش ہونا چاہیے۔ یہہ مضمون بھی برا نہیں ہے۔

صفحہ ۲۴ سے اٹلی کے نامور اور مشہور کشتی گیر میدان سیاست موسیو مسولینی کے مختصر اور ناقص حالات ہیں۔ صفحہ ۴۴ سے بدگمانی کا ایک چھوٹا سا قصہ شروع ہوتا ہے اسمیں مرد اور عورت کی بدگمانی کا فرق دکھایا گیا ہے۔ سب سے پہلے یہہ ایک فقرہ لکھا ہے۔

"ایک عورت جب بدگمان ہوتی ہے تو صرف روتی ہے لیکن جب مرد بدگمان ہو جائے ـــــ!"

قصہ یہہ ہے کہ میاں طاہر نے اپنی بی بی قدسیہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک ورق پایا یہہ ورق ایک افسانے کا تھا

آپ سمجھے کہ انہوں نے کسی آشنا کو خط لکھا ہے اور بدگمان ہو گئے۔ الگ کھنچے کھنچے رہنے سے تو بیوی بھی بدگمان ہوئی اور روتی رہی۔ جب آپس میں صاف صاف گفتگو کی نوبت آئی تو میاں اپنی غلطی پر نادم ہوئے اب بی بی کی چڑھ بنی آخر اختو بختو والا معاملہ ہوا یعنی جیسا لال ہو گئی "گلے ملنے کے بعد آٹھ دس نقطوں کی سزا ہوئی (سزا کے بعد خالی سطر نقطے دے دیے ہیں) نقطوں کی سزا سے اگر مراد "وصل" ناگفتہ بہ ہے تو مذکورۃ الصدر ناتمام جملہ کا جواب یوں ہوا کہ "عورت جب بدگمان ہوتی ہے تو صرف روتی ہے لیکن مرد جب بدگمان ہو جائے تو؟ ...... اور خاموش گلے ملنا !! ہم آغوشی !!! کی سزا ملتی ہے !!"

عبارت کی فصاحت ایک جملہ میں "کیونکہ" شمار کرنے سے اچھی طرح ظاہر ہو سکتی ہے:۔

"کیونکہ قدسیہ کو ظاہر سے محبت تھی۔ کیونکہ اس
سے اس کی نذیر مات نہیں دیکھی گئی۔ کیونکہ
عورت مرد کی التجاؤں کی زیادہ دیر تک
مزاحمت نہیں کر سکتی ہے ...... !!

کیونکہ مضمون طویل ہو گیا کیونکہ اردو کے مصلح جب ایسی عبارت لکھتے ہیں کیونکہ تو پھر دنیا ایسی ہی کیونکہ نہ لکھے۔ اب کیونکہ ناظرین کے خفا ہو جانے کا اندیشہ ہے اسلئے نظم و نثر و دیگر مضامین پر کیونکہ تبصرہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اگر آپ کا جی چاہے تو آپ اس رسالے کو منیجر [illegible] پیرزادگان کیونکہ منیجر تشریف سے طلب کیجئے۔ کیونکہ پھر دیکھئے کیونکہ فقط

عصمت

اردو کے تمام رسالوں میں جو آجکل اصلاح زنان ہند کی بابت شائع ہوتے ہیں عصمت مرتبی ایک نہایت مفید رسالہ ہے جس کے اکثر مضامین معتدل ہوتے ہیں جنھیں شریف زادیاں بیٹیاں پڑھ سکتی ہیں۔ بالخصوص ایک وہ حصہ [illegible] ہمارے سامنے ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ کی تعریف آجکل ہر رو کا جزو ہے اور یہی اس رسالہ کی [illegible] ہیں۔ اگر دریافت کیا جائے کہ آجکل مضامین تو کوئی [illegible] درست ہے جب تو اوپر تیس برس سے برابر جاری ہے اور نیک نامی کے ساتھ جاری ہے۔ مقبول ہے جسقدر ہے۔ اسمیں فرضی تصویریں بھی ہوتی ہیں۔ اگر مؤلف صاحب اہتمام کریں تو غیر مسلم نیک اطوار تعلیم یافتہ شریف زادیوں کی تصویریں مختصر حالات کے ساتھ شائع کر سکتے ہیں اس رسالے نے طبقہ نسواں میں مضمون نگاری کا شوق پیدا کیا اب اچھا لکھنے والیوں کو معقول انعام نقد دیا جاتا ہے۔ اسمیں دلچسپ قصے کہانیوں کے علاوہ وہ تمام باتیں سکھائی جاتی ہیں جنکا سیکھنا ایک شریف زادی کا جوہر ہے۔ منیجر عصمت دہلی سے طلب کیجئے۔

باقی رسائل پر آئندہ نظر کیجائیگی۔

یادداشت

درآمد ہند بابت سالہائے گذشتہ

(از حضرت محب دریابادی)

پیش ہے رسالہ میں مدت سے میاں ہندوستان
آرہی ہے ہر سال دولت بے شمار سے مہربان
مال آیا در ہر [illegible] جو [illegible] یارت
اس کا تخمینہ ہے بذیل کے اشعار سے
کپڑے و بسکٹ پر ہوئے قربان پینتالیس لاکھ
ڈوروں کے بدلے گنوائے ساڑھے سینتالیس لاکھ
دی گئی قیمت مٹھائی کی سوا چھبیس لاکھ
اور بٹنوں کے عوض دینے پڑے چھبیس لاکھ
بوتلوں اور شیشیوں نے کر لیے بائیس لاکھ
کھا گئے لوہے کی چیزیں بھی ساڑھے اٹھائیس لاکھ
چوڑیاں آئیں تو انتیس لاکھ غائب ہو گئے
پھر بتاں منگوائیں تو ترپن لاکھ اُنمیں کھو گئے
ہو گئے صابون میں اٹھتر لاکھ خرچ
بوٹ کی بابت ہوئے ساڑھے اٹھتر لاکھ خرچ
شوق میں [illegible] اٹھارہ لاکھ
کم ہوئے [illegible] تین قیمت بارہ لاکھ
بند ہوگا جس وقت کہ خدا کی خریداری کا زور
[illegible] لاکھ [illegible] دو کروڑ
[illegible] عصمت شعور
لٹ گئے دولت کے ہاتھوں کشتی ملک اور [illegible] کروڑ
مختصر تفصیل ہے یہ چند چیزوں کی حضور!
جس سے نکتے اخذ کرسکتے ہیں کچھ اہل شعور

مصنوعی شاعروں کو نئی خوشخبری

سنتے ہیں شاعری کی بھی کھل گئیں دکانیں
شعر و سخن کی بھی اب ہونے لگی تجارت
غزلیں قصیدے مرثیے بکتی ہیں روز مرہ
چار آنے آٹھ آنے رکھی گئی ہے قیمت
اشعار مول لیکر بن جائیں گے جو شاعر
ظاہر نہ ہونے پائیگی اُن کی یہ حماقت
جو گُنگ ذہن [illegible] رکھتے ہوں دل میں خواہش
ہو جائیں ہم بھی شاعر بے محنت و مشقت
اُن کے لیے یہ موقع انسب ہے اور مبارک
لازم نہیں ہے اب دم کنجوسی اور غفلت
"یہ روزگار [illegible]" "یہ کار دوبار اعلیٰ"
تعریف کے ہے قابل یہ "مشغلہ" یہ "جدت"

حکم قرار داد دیوالیہ

عدالت جناب سب جج صاحب بہادر [illegible] کچہری

درخواست دیوالیہ نمبر ۳ سنہ ۱۹۳۶ء

دربارہ قرار دیے جانے دیوالیہ مسمی لالہ جبراتی لال ولد [illegible] بہاری لال ویشو ساکن قصبہ کچھری پرگنہ و ضلع کچھری ساکن۔

ہر جب درخواست مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۹۳۶ء منجانب لالہ جبراتی لال اور بعد سماعت درخواست مذکور حکم دیا جاتا ہے کہ قرضدار مذکور دیوالیہ اور بذریعہ اس حکم کے قرضدار مذکور دیوالیہ قرار دیا جاتا ہے۔ پیشی ثبوت [illegible] ۲۰ جولائی ۱۹۳۶ء مقرر ہے۔

المرقوم ۴ جون ۱۹۳۶ء

بحکم

دستخط منصرم محکمہ انگریزی (احسان الحق)

مہر عدالت



وزارت : قانون پھر قانون ہے۔ آئین پھر آئین ہے۔ اگر کسی کو ناگوار ہو تو ہوا کرے۔ چل نکل مردود!

کیونزم : تو کیا اکیلے! دیکھوں تمہاری ٹانگ کی مضبوطی:

(مارننگ پوسٹ)

واللہ خوب ہی یہ سوجھی سخن فروشی!
کہتے ہیں ہم اسی کو علم و ادب کی خدمت
ہوگی یوں ہی ترقی جلدی فن سخن کی
یہ طرز ہے نرالا "معقول ہے یہ حکمت"
درگاہ ایزدی میں اپنی یہی دعا ہے
"ناشر" یہ "انکے تاجر" ہیں سلامت

ہر تعلیم یکساں و غریب — قائم اب ہو گیا ہے چندا فنڈ
بابو صاحب عجب کیا میں نے — چاہیے وزیر میں ابھی بسا فنڈ
بولے ہمکو نہیں ہے اس کی فکر
کیسی تعلیم؟ اور کیسا فنڈ!

خاکسار ۔ م ح ب دریابادی

ستہ آل انڈیا شیعہ کانفرنس نے بغرض [illegible] شیعہ طلبا کی تعلیم کے لیے
فنڈ کھولا جسمیں [illegible] ایک پیسہ ماہوار

پنچ مل خدا۔ خدا مل پنچ

ڈالٹہ بنام وزیر ہند

نواب صاحب! آپ مجھے کیا جانیں مگر میں آپ کو جانتی ہوں۔ میں کیا، سارا زمانہ آپ سے بھی واقف ہے اور آپ کے نائب صاحب سے بھی جو اپنے پہر پہر کو پارلیمنٹ میں اکثر ثبوت دیتے رہتے ہیں۔ تین چار ہفتہ ادھر انہوں نے ہندوستان کے بارے میں کچھ باتیں اپنی طرف سے اور کچھ آپ کی طرف سے کہی تھیں، اوکی بھنک میرے کانوں تک بھی پہنچی۔ میں آپ سے سچ کہتی ہوں کہ ہندوستانی عورت تو ہوں مگر اتنے عقل کے [illegible] نہیں ہیں جتنا آپ یا آپ کی قوم اونھیں سمجھتی ہے۔ وہ اصلاحات دربار مس کے کھنڈرے اور تسکین بنانے کی مصلحت سمجھ گئے ہیں۔ مگر یہ بار بار وہ بیہودہ سے لڑائی جھگڑا میں اپنی اوقات ضائع کرتے ہیں۔ آپ یہ نہ سمجھیے کہ چھاج کے جائے چھاج ہی میں رہینگے یہ نہیں ہو سکتا مجھے اسکا ذاتی تجربہ ہے۔ ایک کہانی سنیے اس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ وقت پر نادانوں کو کس طرح عقل آجاتی ہے اور کس طرح وہ بڑے بڑے چالاک ہوشیاروں کو طاق پر بٹھا دیتے ہیں۔ دیکھو زمانہ کا ذکر ہے کہ ایک میاں خوش زبان میرے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے بڑی بی ایک کام کر دو تو عمر بھر احسان مانونگا اور جو انعام مانگوگی وہی دونگا۔ میں نے حال پوچھا تو کہنے لگے فلاں محلہ میں ایک سوداگر کی بی بی رہتی ہے اوس پر میری جان جاتی ہے۔ اوسکا میاں گیا ہے سوداگری کو میدان خالی ہے۔ میں نے بہتیری کوشش کی پیام دیئے مجھے بیچ کر وہ راضی نہیں ہوتی اگر تم اوسے شیشے میں اوتار دو تو سمجھوں کہ ہاں تم پوری کٹنی ہو۔ میں نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہے لاؤ کچھ روپے نکالو۔ اوسنے مٹھی بھر سو اشرفیاں میرے حوالے کیں۔ میں نے سوئی بچک۔ موتی۔ لیس مقیش۔ آئینہ کنگھی۔ مسّی سرمہ سلائی سرمہ دانی۔ چھلے انگوٹھیاں۔ دنی وال جوڑیاں مول لے کے ٹوکری میں رکھیں اور اوس گلی کے پھیرے شروع کیے۔ اوس بی بی نے میری صدا سنی بلایا دو چار پیسے کی چیزیں مول لیں مگر میں نے دام لینے سے انکار کر دیا وہ بہت پیچھے پڑی کہ لے لے میں نے کہا اب تم سے کیا لوں اللہ تمھیں زندہ رکھے میں تو تمھاری صورت دیکھتے ہی عاشق ہوگئی۔ جو کہیں اللہ نے مرد بنایا ہوتا تو تمھاری چوکھٹ پر دھونی رما کے بیٹھتی اور بے آشنائی کیے نہ اوٹھتی۔ میری مسخری باتیں سن کے وہ مارے ہنسی کے لوٹ گئی اور کہنے لگی بڑھیا بڑی تماشے کی ہے اس بڑھاپے میں ایسی باتیں بناتی ہے کہ ہنستے ہنستے زیر ناف درد ہونے لگا۔ غرض میں روز جانے لگی اور اپنی باتوں سے اوسکا دل مٹھی میں لے لیا۔ بے میرے اوسے دم بھر قرار نہ تھا۔ ایک روز جب میں نے اوسکے گھر جانے کا ارادہ کیا تو اپنی پالو کتیا کو خوب مرچیں کھلائیں اور تھوڑی سی مرچیں پیس کے اوسکی آنکھوں میں خوب دیں۔ وہ نگوڑی بلک گئی۔ آنسو بہنے لگے رال ٹپکنے لگی۔ سر دھننے لگی۔ اور اسی حالت سے میرے ساتھ چلی۔ سوداگر کی بہو میرے انتظار میں تھی مجھے دیکھتے ہی خوش ہوگئی۔ بڑی آؤ بھگت کی پاس بٹھایا اور کہنے لگی اماں آج تو تمھارے ساتھ ایک کتیا بھی ہے۔ اے ہے اس کے تو آنسو بہ رہے ہیں۔ اوسکی زبان سے یہ جملہ سنتے ہی میں نے [illegible] دامن پر آنچل رکھ کے چھکوں بھکوں رونے لگی اور بین کرنے لگی کہ "ہائے بچی تونے بڑھیا نانی کا کہنا کسی طرح نہ مانا۔ ہائے میں کمبخت ہی ان کو منع کرتی تھی کہ مردوں کے چھل فریب سے خدا بچائے۔ موئے جادو یہ کرتے ہیں ٹونکے یہ کرتے ہیں جو یہ موا کہتا ہے مان لے مگر تونے سماعت نہ کی آخر ان داروؤں کو پہونچی اب یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ آدمی سے کتیا بن گئی۔ گلیوں میں دم ہلاتی پھرتی ہے۔ مدھر جدھر گئے گھیرے رہتے ہیں کوئی دُم چاٹتا ہے کوئی سونگھتا ہے۔ جہاں جاتی ہے لوگ "دوت دوت" کہتے ہیں۔"

میرے اس بیان پر اوسنے اصرار کرنا شروع کیا کہ بتاؤ آخر یہ کتیا کون ہے کیوں روتی ہے۔ میں نے جواب دیا کہ بی بی یہ لڑکی میرے پڑوس میں رہتی تھی اس پر ایک جوان ریجھ گیا اور اوسنے بہت منتیں کیں مگر یہ راضی نہ ہوئی۔ وہ بیچارا مارے محبت کے بیمار پڑ گیا پھر بھی اسنے کچھ نہ پروا کی۔ اس مردوے کا دوست ایک جادوگر تھا اوسنے بدلا لینے کو ایسا جادو کیا کہ یہ آدمی سے کتیا ہو گئی۔ اب اپنے نصیبوں کو رو رہی ہے۔ خدا ان مردوؤں کے ہتھکنڈوں سے بچائے۔ اتنا سنتے ہی سوداگر کی بی بی سہم گئی اور مجھ سے کہنے لگی "ماں سب برا تمنے تو یہ کہانی سنا کے میرے ہوش اڑا دیے کلیجے میں پنچے لگ گئے۔ دل دھڑ دھڑ کرتا ہے۔ خدا بچائے اوسے مجھ پر بھی ایک موا مرتا ہے۔ مہینوں سے پیام سلام ہو رہے ہیں مگر میں منہ نہیں لگاتی۔ کہیں میرا بھی یہی حشر نہ ہو۔ میں نے گردن جھکا کے کہا "بی بی تمھارا خیال صحیح ہے یہ مردوے اپنی غرض کو جو نہ کریں وہ تھوڑا ہے۔ دیکھو بھی سمجھانا میرا کام ہے۔ مردوؤں کی بدصندی ٹھیک نہیں آگے تم جانو تمھارا کام جانے۔ جو تم اوسکا نام نشان جانتی ہو تو مجھے بتاؤ نہیں تو حلیہ بتا دو میں تمھاری خاطر سے محنت گوارا کرونگی اور اوسے تلاش کر کے لاؤنگی۔" میں نے سوداگر کی بی بی کو رضامند پایا تو اون میاں کے پاس گئی جنھوں نے اشرفیاں دی تھیں اور اوسے کہا کہ تم نہا دھو کے بن سنور کے چار بجے کھیریا کے پیڑ کے نیچے میرا انتظار کرنا میں آکے تمھیں وہاں لے چلونگی۔ مگر اب سنیے کہ چار بجے میں جو کھیریا کے پاس پہونچی تو وہ خدا جانے کہاں غائب ہو گیا تھا۔ چار بجے پانچ بجے چھ بجے شام ہو گئی

اب تو مین گھبرائی کہ سوداگر کی بی بی الگ انتظار مین ہو گی اور دعوت کا کھانا الگ ٹھنڈا ہو کے مٹی ہو جائیگا۔ خیر وہ نہین آئے تو کوئی دوسرا ہی سہی مین اسی فکر مین تھی کہ ایک میان مسافر لدے پھندے۔ خچر پر سوار ادھر سے نکلے۔ آدمی صورت دار تھے۔ مین ان کے نزدیک گئی۔ کان مین جھک کے کہا ذرا خچر دلواؤ تو پری کے ساتھ سلادون بھی جو نہ اپنے گھر والون کو بھول جاؤ تو میرا نام۔ آخر سرا مین اتروگے۔ کرایہ بھاڑا دوگے۔ کھانا خریدوگے۔ یہی دام مجھ بڑھیا کے حوالے کرو تو ثواب بھی ہو آرام بھی ملے۔ مسافر یہ سنتے ہی آمادہ ہو گیا۔ مینے خچر کی باگ ہاتھ مین لی اور سوداگر کے گھر پر کھڑا کر دیا۔ میان مسافر کو جو مینے دیکھا تو چہرے کا رنگ فق بشرہ پر ہوائیان چھوٹ رہی مین مگر خیال ہوا کہ تازہ وارد شخص ہے شاید اجنبی جگہ جانے سے ڈرتا ہے۔ خیر میان مسافر اترے اور سیدھے اسطرح گھر مین چلے گئے جیسے مدتون کے آنے جانے رہنے سہنے والے ہین۔ مین بھی خچر کو ڈیوڑھی مین باندھ کے اندر گئی۔

بی بی چوکی پر تھین۔ میان مسافر دالان مین مسند پر تیوریان چڑھائے بیٹھے تھے۔ خوان کھانے کے میز پر رکھے تھے شیشے شراب کے کشتی مین چمک رہے تھے اتنے مین بی بی جھک سے اور تین پائچے سنبھالتی کمر بند باندھتی سیدھی دالان مین پہونچین ایک نے دوسرے کو دیکھا میان مسافر کچھ کہنے ہی والے تھے کہ بی بی نے زیر پائی اوٹھائی اور بھری ہوئی شیرنی کی طرح میان مسافر پر پل پڑین۔ ایک دو تین۔ اللہ دے اور بندہ لے۔ کبھی داڑھی نوچی کبھی پنجے گھسوٹے مین ششدر تھی کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے کہ اسی اثنا مین بی بی نے کہنا شروع کیا واہ میان موئے تجھے گھر کی گور مین تو یون بیٹھے شہر مین آکے گھر چھوڑ کے رنڈیون کے تلاش مین پھرنا۔ (دھڑ دھڑ دھون۔ دھان) ارے تو جی جلانے والا جہنم مین جائے۔ مین تو پہلے ہی سے جانتی تھی کہ سوداگری کو جاتا ہے۔ میان کسی اپنی جیسیا کے پہلو مین مزے کرتے ہونگے۔ ارے محلے والو دوڑو۔ اس موذی کے کرتوت دیکھو۔ سال بھر کے بعد بھی گھر مین آنے کہان کا آئی مین جھجھتا تھا وہ تو کہیے مجھے میان کے آنے کا پتا لگ گیا اور مینے بوا خیراتن کو کٹنی بنا کے بھیجا۔ مین تو دعوت کو دھری میان کسی بیسوا کے یہان جا کے رنگ رلیان مناتے۔ صبح کو یہان تھکے ماندے میرے گھر آتے۔ (دھون۔ دھان دھم دھڑ دھڑ) ارے تجھے کیا چبا جاؤنگی موئے رنڈی باز شہدے حرام کار۔ اپنی بی بی ہوتے ساتھ دوسری تھاؤن پر ریجھنے والے؟

ہر ہر پاپوش کے جواب مین غریب مسافر کہتا تھا خدا کے لیے بیگم سنو تو اسے مین یہین آ رہا تھا۔ جو یہان نہ آتا تو اور کہان جاتا۔ آخر اپنا گھر تو پہچانتا ہون جو کسی دوسری عورت کے یہان جانا ہوتا تو بھاگ نہ جاتا؟ خدا کا واسطہ محلے والون کو نہ بلاؤ ورنہ میری آبرو خاک مین مل جائیگی۔

تھوڑی دیر تک مینے میان کی مرمت ہونے دی۔ مین اس گفتگو سے معاملہ کی تہ کو پہونچ گئی۔ بیگم کا ہاتھ پکڑا۔ قسمین دلائین کہ بس بی بی جانے دو۔ مدتون کے بعد خداوند اللہ رکھے گھر مین آئے ہے قصور ہو گیا معاف کرو تمھین میری جان کی قسم اب دل ٹھنڈا کرو۔ بس بی بی بس۔ میرے کہنے سننے سے بیگم نے جوتی ہاتھ سے رکھی تھوڑی دیر آنسو بہائے پھر میان کے پہلو مین بیٹھ کے مرغ پلاؤ زردہ بار کرنے لگین۔

نواب صاحب! مین اس چھوکری کو بیشک نادان جیلہ ضدنا سمجھتی تھی مگر وہ عقل مین میری نانی نکلی۔ اللہ جانتا ہے ایسا برجستہ فقرہ گڑھا ہے کہ میرے فرشتون کو بھی نہ سوجھتا۔ یہی حال ہندوستانیون کا ہے آپ اپنی جگہ پر یہ خیال کرتے ہونگے کہ ان کمبختون کو عقل کہان۔ مینے انھین کتنی کی کہانی سنا کے یقین دلا دیا ہے کہ مردون کی مخالفت بہت اندیشناک ہے۔ ان کا کہنا مانو۔ انکا ساتھ دو۔ (تعاون واشتراک) انکی مرضی پر چلو نہین تو کٹیا بنا دینگے۔ دیکھو تم آپس مین لڑتے جھگڑتے ہو۔ اسلیے ایک چودھری کی ضرورت ہے جو تمھارے جھگڑے کا فیصلہ کیا کرے۔ ہم لڑنے کو منع نہین کرتے۔ تم اور وہ دونون ایک ہو۔ آپس کے خانگی جھگڑے مین ہم کیون دخل دین۔ مگر یہ سر پھٹول اچھی نہین ہے یہ نہین ہو سکتا کہ ہم رسی ڈھیلی کر دین۔ ہان اب (اصلاحات) کی مقدار تھوڑی بڑھا دینگے (۱۹۲۹ء) مشتسم کو نیکسم مگر اتنی زیادہ نہین کہ بدہضمی ہو جائے۔ نواب صاحب! یہ جانے ہوئے بول مگر یہ اپنی سلطان کے موافق ہین مگر آپ کو خیال رکھنا چاہیے کہ یہ جو ہمت دہ بائیکاٹ۔ نافرمانی اور چڑچڑاپن کی مشق کیجاتی ہے۔ اس سے عادت بگڑ رہی ہے بہتر ہوگا کہ آپ ان آپس مین لڑنے والون کو ٹھوکے بیچ بچاؤ کیجئے۔ عادتین بگڑنے نہ پائین جب لڑائی کا بندوبست ہو جاتا تو یہان کے حاکم سوان کھینچ گئے۔ پھر ایک کی داڑھی دوسرے کے پنجے تو یہ دور سے ہان ہان کرتے رہے۔ کبھی آنکھین دکھائین کبھی دھمکیان دین اور اسکے ساتھ ہی منہ پھیر کے ہنستے بھی رہے۔ اب حالت بہت بدتر ہو گئی ہے۔ یہ ہمیشہ ہنسنے والی بات نہین۔ یہ سمجھ لیجیے کہ تھک جانے کے بعد دونون کو عقل آ جائیگی۔ اس وقت آمین خوف ہے کہ جنگلیون کی بدولت کہین ہمارا غصہ ہمارے سر نہ ہو۔ اللہ سر کی خیر رکھے۔

راقمہ خیر خواہ
دلالۂ مختار

المختصرات

شملہ کی ٹھنڈی ٹھنڈی صبا پیام لائی ہے کہ ہمارے وائسرائے صاحب سوار ہو کے ہیں ایتھوپیا کے منصب کے اسباب کی چھان بین پر مستعد ہوئے ہین سچ ہے

اب بھی پوچھا تو مہربانی کی
مگر کب؟ بہار کا موسم گزرنے کے بعد!

جناب ابن سعود کے متعلق مشہور کیا گیا کہ آپ نے سات ہزار حاجیون کو پیاسون شہید کیا اور کوڑیکے کنارے پہونچا دیا علت یہ بیان کیجاتی ہے کہ اونٹ نہر مین بچا پھنسے اور اتنا پانی پی گئے کہ نہر مین خاک اوڑنے لگی۔ واہ

گر بخیر یار وزیر آید دو دو

نادرستی مزاج کے باعث ابھی (اودھ پنچ) ٹھیک وقت پر شائع نہین ہو سکا جب تک لونڈا کا پرچہ اسوقت تک براہ نوازش آنے والے اور بچوڑیکون کی ریزش نذر ہائیے۔

کسی اونٹون کا حال تو اوپر گزرا۔ ایک اونٹ کی سرگذشت یہ ہے کہ اونٹ نے انجن مین گھر کر چھپائی چلتی گاڑی روک دی۔ دوسرے اونٹ کا حال یہ ہے کہ اونٹ نے یہان کے مولویون کو رلوا دیا ہے۔ الغرض از ین شتران بے مہار الحذر۔

موسم گرما کا تحفہ

دواخانہ معدن الادویہ لکھنؤ کے تیار کردہ مفرحات جنکی دھوم سارے ہندوستان میں ہے خالص میوہ جات کے عرقوں اور عرقیات سے تیار کیے ہوے شربت جو ایفادہ میں بے نظیر صورت میں دلاویز ذائقہ میں خوشبو، لطافت میں بے بدل ہیں دل، و دماغ کو فرحت، قلب کو سکون و راحت، آنکھوں کو خنکی و تراوٹ بخشتے ہیں، شدت عطش کو دور کرتے ہیں جلد طلب فرمائیے۔

شربت انار	شربت اطریفل	شربت انار دانہ	شربت کیوڑہ	شربت بید مشک	شربت کیسرو	شربت بادام	شربت فالسہ
فی بوتل [illegible]	فی بوتل [illegible]	فی بوتل [illegible]	فی بوتل [illegible]	فی بوتل [illegible]	فی بوتل [illegible]	فی بوتل [illegible]	فی بوتل [illegible]
شربت رنگترہ	شربت لیمو	شربت نارنج	شربت اناناس	شربت انگور	عرق کیوڑہ حیدر آبادی		عرق بید مشک لاہوری
فی بوتل [illegible]	فی بوتل [illegible]	فی بوتل [illegible]	فی بوتل [illegible]	فی بوتل [illegible]	فی بوتل ... [illegible]		فی بوتل ..... [illegible]

مدارزان جعلت گران بھگت کے مقولہ کو یاد رکھیے۔ ولایتی ایسنس و شکرین سے بنے ہوے شربتوں سے پرہیز کیجیے۔ فہرست مفت طلب فرمائیے۔
قریب کے ریلوے اسٹیشن کا نام ضرور تحریر فرمائیے اور ۲ ٹکٹ محصول ادا کرنے کے لیے روانہ کیجیے۔

المشتہر

منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو | انفلوئنزا، ہیضہ، درد سر، پیٹ کے درد، دست، کھانسی، بخار، جی متلانا اور چھاتی کے امراض کیلئے خوش ذائقہ دوائی ہے۔ صرف پانی میں چند قطرے استعمال کرنے سے فوراً جادو کا سا اثر کرتے ہیں۔ قیمت ۸ ہر جگہ سب جگہ بکتا ہے۔

دودھ گنج کیسری | یعنی دودھ کو ہاضم بلکہ جذب کرنیوالی لاثانی دوا قیمت ۸

بال سدھا | بالوں کی کمزوری کو دور کر کے بالوں کو مضبوط اور دراز اور سیاہ بنانیوالا تیل ٹی روز قیمت ۸ ملنے کا پتہ علیحدہ ۸۸

اپنے شہر کے دوا فروشوں سے طلب کرو

سول ایجنٹ برائے دہلی پنجاب | بال بیبار آفس چاندنی چوک دہلی

سول ایجنٹ اندر چند اینڈ کو لکھنؤ

ہمارے ہاں کے سول ایجنٹ العصر اینڈ سنس [illegible]

مفت!! مفت!! مفت!!

وہ کتاب جسکی ہر ایک کو ضرورت ہے بالکل مفت۔

[illegible] ... شرت ... حاصل کر کے ... امراض کو دور ... خیالات ... دوست کتاب ... شاستری ... ڈاکخانہ ... منگوا کر مفت طلب کریں

پتہ: وید شاستری جام نگر کاٹھیاوار

نادر تحفہ

مجلدات اودھ پنچ ۱۹۱۵ء

اردو کے لٹریچر کا مطالعہ کرنے والے، دل کو تازہ کرنے والے ... ظرافت ... معلومات کا ذخیرہ ... کتب میں ... خوشنما ...

قیمت فی جلد ... محصول

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ

[illegible]

شاعری جزویست از پیغمبری

[illegible]

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کا کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شایع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو میں

اس سے بہتر کتاب شایع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی

کا

منظوم سفرنامۂ عراق

[illegible]

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذۂ فن کے علوم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

[illegible]

یعنے

تان مین [illegible] کے گلے سے نقل کی ہوئی [illegible] کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میان تان مین [illegible] اس کتاب مین [illegible] نقل کی گئی ہین [illegible]

کتاب کے [illegible]

[illegible] فی الحقیقت مصنف نے [illegible] عمر کی محنت کا م [illegible]

اس کتاب کا [illegible] حصہ دوم [illegible] ہندوستان کے استادون [illegible] مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ

حصہ اول [illegible]

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

[illegible] اودھ پنچ [illegible] لکھنؤ۔